هوالکل　　　　　　　　　　　باعین

فرانسیسی درویش کے ملفوظات

یعنی

شہنشاہ فرانس نپولین بوناپارٹ کے فلسفیانہ عارفانہ جنگی علمی۔ تمدنی
مقولے

حسب الحکم مولائے سخن مرشدی حضرت خواجہ حسن نظامی فقیر شہزادہ قدسی بھوپالی نے
جمع کئے

اور پیرزادہ سید محمد صادق صاحب کارکن حلقۃ المشائخ دہلی نے
باہتمام محمد انوار ہاشمی پرنٹر

عصر جدید پریس میرٹھ میں چھپوا کر شائع کئے

ڈیڈیکیشن

میں یہ کتاب جناب مسٹر حیدری ہوم سکرٹری حضور نظام دکن کے نام نامی سے ان علمی خدمات کے عوض منسوب کرتا ہوں جو انہوں نے مملکت اسلامیہ دکن میں انجام دیں۔

فقیر شہزادہ قدسی نظامی بھوپالی

یکم اپریل ۱۹۱۵ء

۷۸۶

ھوالکل

یامعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرانسیسی درویش کے ملفوظات

سب درویشوں کے آقا اور سردار سیدنا و مولانا حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں سپہ داری شجاعت اور دلیری کا یہ عالم تھا کہ زبان غیب نے انکو اسد اللہ کا خطاب دیا۔ ایک طرف وہ فلسفی تھے۔ نحوی تھے فصیح و بلیغ تھے۔ مفسر و فقیہ تھے۔ عابد اور کیفیات باطن میں سرشار تھے تو دوسری جانب ان کی صف شکنی لشکر کشائی کی دھوم تھی اور سچی دھوم تھی۔

یہ بات دلیل ہے اس امر پر کہ خدا تعالیٰ کے دربار میں انہی درویشوں کی عزت ہے جو ایک ہاتھ میں تلوار رکھتے ہوں۔ حقوق زندگانی کے

جزوِ کل کو ادا کرتے ہوں۔ اور دوسرے ہاتھ میں مخلوق الٰہی کا دل لیتے ہوں اور کامل پاکیزگی سے مقامات روحانی میں منہمک رہتے ہوں۔

فرانس کے مشہور بہادر جرنیل۔ بادشاہ۔ اور عالم نپولین بونا پارٹ کی بنسبت درویش کا لفظ اسی لئے اضافہ کیا جاتا ہے کہ اسکو قدرت نے درویشی کی بنیاد پر پیدا کیا تھا۔ اور ساری زندگی اسی فقیری میں بسر کرائی تھی۔ گو اسکو فرانس کا تاج و تخت ملا۔ اگرچہ وہ دنیا کا سب سے بڑا جرنیل مشہور ہوا۔ لیکن اسکے طرز عمل۔ خیالات۔ حالات زندگی پر غور کیا جائے تو وہ صاف صاف متوکل درویش نظر آئیگا۔

درویش کو جس سادگی کی ضرورت ہے وہ اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ درویش کو جس پاکبازی میں مصروف رہنا چاہئے نپولین سارے فرانس میں اسکا واحد نمونہ تھا۔ درویش کو جس حد تک متوکل علی اللہ رہنے کا حکم ہے نپولین نے اپنے وجود کو اتنا ہی ثابت کیا۔ درویش پر جسقدر مظلوموں کی حمایت فرض ہے اور اسکے لئے سرفروشیاں لازم کی گئی ہیں

نپولین نے ان سب کا حق اچھی طرح ادا کیا۔

لہذا ہم پر واجب ہے کہ اسکو فرانسیسی درویش کے نام سے یاد کریں گو ہم کو معلوم ہے کہ وہ عیسائی تھا مگر درویشی اور خدا پرستی غیر مسلموں پر حرام نہیں ہوئی ہے۔

انجمن ترقی اُردو کا احسان ماننا چاہیئے جسنے نپولین کے حالات اُردو میں شائع کئے اور ہم کو فرانسیسی درویش نپولین کے ملفوظات ان سے منتخب کرنیکا موقع ملا۔

حلقہ نظام المشائخ کے متوسلین جناب شہزادہ قدسی المحمدی النظامی بھوپالی کے شکرگزار ہیں جنہوں نے یہ ملفوظات نپولین کی لائف سے چھانٹ کر مرتب کئے۔ ہمارے ہندوستان کے مشائخ صوفیہ کی معلومات اور اصلاح معیار زندگی و طرز عمل کیلئے یہ اقوال بہترین رہنما ثابت ہونگے اسیواسطے میں انکو حلقہ کی جانب سے شائع کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

حسن نظامی۔ مقام رین بسیرا۔ دہلی ۲۲ فروری سنہ ۱۹۱۵ء

بچپن کا درسِ خانگی

نپولین نے سینٹ ہیلینا میں کہا کہ:-

"میری ماں مجھ سے اتنی محبت رکھتی تھی کہ میری خاطر اگر ضرورت پڑے تو اپنے لباس کا ایک ایک عدد یا جو کچھ بھی اُسکے پاس ہو سب فروخت کر دیگی۔ نپولین کو اپنی ماں کی مصیبتوں اور تکلیفوں کی داستان سُننے کا بہت شوق تھا۔ چونکہ اُسکی ماں خود اعلیٰ دماغی عطیات سے سرفراز تھی اسلئے وہ اپنے شوہر کے ہمراہ شکست خوردہ کورسیکا والوں کے ساتھ اپنے فاتح دشمنوں کے سامنے سے بھاگنے اور گاؤں گاؤں قریہ قریہ مارے پھرنے کا قصہ اپنے پُر فکر اور خاموش بیٹے کو سُنا کر جوشِ جنگ کی روح پھونکتی تھی۔

نپولین اپنی ماں کی فراست اور تدبر کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ

"بے رہنما اور بے سہارا ہو جانے سے اہتمام خانہ داری تمام میری
ماں پر آپڑا لیکن یہ کام اُسکی طاقت سے بالا نہ تھا۔ اُسنے ہر شے کا انتظام
کیا اور اس پیش بینی سے ہر چیز فراہم کی کہ کسی اور عورت سے ایسی عمر میں
توقع نہیں ہو سکتی۔ ہائے کیا ماں تھی اُسکا ثانی ہم دوسرا کہاں پائیں
وہ بے نظیر تشفی سے ہماری نگرانی کرتی تھی۔ ہر ایک دن ہمتی اور بے
فیض محبّت سے ہمیں ڈرا کر باز رکھتی اور اُسے ناپسند کرتی۔ ہماری خورد سال
طبیعتوں میں وہی بات جمنے دیتی جو اعلیٰ اور عالیشان ہوتی جھوٹ سے
اُسے سخت نفرت تھی۔ نافرمانی پر وہ کبھی درگزر نہ کرتی۔ ہماری کوئی
تقصیر نظر انداز نہ کرتی۔ کسی چیز کے نہ ہونے سے وہ کبھی نہیں گھبراتی
تھی۔ اُس میں مردانہ ہمّت تھی جسمیں عورتوں کی نزاکت اور نرمی بھی شامل تھی"

نپولین نے معراج ترقی پر پہنچتے ہی سب سے پہلے جو کام کیا وہ یہ تھا
کہ اپنی ماں کیواسطے وہ وہ سامان عیش و عشرت بہم پہنچائے جو دولت
سے مہیا ہو سکتے ہیں کیونکہ نپولین کو اپنی ماں سے بہت محبّت تھی اور اُسکا

بہت ادب کیا کرتا تھا۔ چنانچہ کہتا ہے:۔

"یہ میری ماں ہی کی جسمانی۔ دماغی اور اخلاقی تعلیم کی برکت تھی جو میں ان مراتب جلیلہ پر پہنچا"

نپولین کا یہ مقولہ مشہور قابل وقعت اور آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ:۔

"بچہ کا اچھا یا برا اُٹھان صرف ماں پر ہی منحصر ہے:۔

جب نپولین فرانس کا حاکم ہوا تو اُسنے بڑی سرگرمی سے فوراً تعلیم نسواں کے مدرسے یہ کہکر کھلوائے:۔

"اپنے نئے جنم کیلئے فرانس کو اتنی کسی شے کی ضرورت نہیں جتنی کہ لائق ماؤں کی ہے"

علمی شوق

ایک مرتبہ نپولین کو جبکہ ولینس کے توپ خانہ کی رجمنٹ کا سیکنڈ لفٹنٹ تھا لیانس میں کچھ فساد ہو جانیکے سبب ولینس سے لیانس جانا پڑا

یہاں آکر وہ دوسرے افسران فوج سے علیحدہ رہا کرتا تھا۔ اور کبھی اُنکے ساتھ سیر و تماشہ میں شریک نہ ہوتا۔ رات دن میں جب اُسے ڈیوٹی سے فرصت ملتی اپنے کمرہ میں بند ہوکر کتابوں کا مطالعہ کیا کرتا تھا اُسنے اپنے دماغ میں علوم کا اتنا ذخیرہ جمع کیا جسکی کوئی انتہا نہیں اور اسی مطالعہ کتب و ذخیرۂ علم نے نپولین کو اُسکے غیر معمولی عہد حکومت میں حیرت انگیز مدد دی۔ چنانچہ انہی دنوں لیانس نے دارالعلوم میں اس عنوان پر کہ "انسانی مسرت بڑھانے کی سب سے اچھی کونسی افادہ گاہ ہے" بہتر سے بہتر مضمون لکھنے والے کو انعام دیا جانا تجویز ہوا۔ تمام مشاہیر انشا پردازوں نے خوب خوب ہاتھ آزمائیاں کیں اور اچھے اچھے مضمون لکھے۔ لیکن نپولین کے مضمون کو کسی کا عمدہ سے عمدہ مضمون بھی نہ پہنچ سکا اور انعام نپولین ہی کو ملا۔

ایک مدت اور عرصہ کے بعد ترقی کرتے کرتے جب نپولین تخت نشین ہوا ہے تو اُسکے وزیر ٹیلرانڈ نے اُس مضمون کا جسے نپولین نے لیانس

کے دارالعلوم سے انعام پایا تھا قلمی نوشتہ بڑی کوشش کرکے لیانس سے منگایا اور ایک موقع پر نپولین کو خوش کرنے کی نیت اور غرض سے وہ مسودہ نپولین کے حضور میں پیش کرکے ٹیلرانڈ نے کہا "جہاں پناہ بتایئے تو اس مضمون کا لکھنے والا کون ہے" نپولین نے فوراً اُسے پہچان لیا اور حقارت کے ساتھ چاک کرکے کہا کہ "یہ تو بچپن کا مسودہ ہے، سر سے لیکے آخر تک خیالی تجویزیں اس میں بھری ہوئی ہیں"

نپولین جب ویلنس میں اپنی رجمنٹ کے ساتھ بحیثیت سکنڈ لفٹنٹ کے تھا۔ شہر آکسون میں رعایا کے درمیان کچھ دنگا فساد ہوا حکومت کی جانب سے نپولین کو درجہ اول کی لفٹنٹی دیکر معہ اپنی رجمنٹ کے آکسون جانے کا حکم ہوا۔

نپولین مع اپنے چند ماتحت افسروں کے ایک حجام کے مکان میں قیام پذیر ہوا۔ اپنی عادت کے موافق جب ڈیوٹی سے فراغت ملتی وہ اپنے کمرہ میں بند ہوکر حسب معمول کتابوں کے مطالعہ میں مصروف

ہو جاتا۔ اسکے ساتھی افسر حجام کی خوبصورت بیوی سے مذاق اور چھیڑ چھاڑ کرتے یا گپ بازی میں اپنا قیمتی وقت برباد اور ضائع کرتے حجام کی عورت نپولین سے بوجہ اسکے کہ وہ اُسکی طرف ذرا بھی توجہ نہیں کرتا تھا۔ نفرت کرنے لگی۔ چند سال کا عرصہ گزرنے کے بعد نپولین افواج اٹلی کا سپہ سالار مقرر ہوا اور میرنگو کی جنگ پر بھیجا گیا۔ راستہ میں آکسون بھی پڑا۔ نپولین نے آکسون میں سے گزرتے ہوئے۔ اُسی حجام کے مکان کے دروازہ پر ٹھہر کر حجام کی بیوی سے پوچھا "تجھے وہ بونا پارٹ نامی افسر جو کچھ عرصہ ہوا تیرے مکان پر مقیم تھا یاد ہے"؟ اُسنے جواب میں کہا کہ "ہاں خوب یاد ہے وہ تو بڑا ہی مغرور اور غیر مانوس شخص تھا ہمیشہ کتابیں لئے کمرہ میں گھسا بیٹھا رہتا یا اگر کبھی باہر نکلتا تھا تو کسی سے بات چیت تک نہ کرتا"۔ یہ سُنکر نپولین نے کہا "اے بوا اگر میں اسی طرح جیسا کہ تم چاہتی تھیں اپنا رویہ اختیار کرتا تو آج یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا کہ میں اٹلی کی فوجوں کا سپہ سالار ہو کر میدان جنگ میں جا رہا ہوں"

ایک دفعہ جبکہ نپولین رخصت لیکر اپنے وطن اجیشو میں اپنی ماں سے ملنے آیا تھا صبح کے وقت سیر کرنے گھر سے نکلا۔ آفتاب طلوع ہونے کو تھا۔ نپولین خیالات میں غرق تنہا لب سمندر پھر رہا تھا اور اس فکر میں تھا کہ بندرگاہ کی پیمائش کرے اور سامنے والی بلندیوں کو جانچے۔ کیونکہ اسکی رائے میں شہر اجیشو جو جزیرہ کورسیکا دار السلطنت ہے اُن بلندیوں کی زد میں کتھا۔ نپولین اسی خیال میں تھا کہ اسکا ایک ساتھی افسر اُسے مل گیا جسنے آتے ہی نپولین کو ملامت کرنا شروع کی اور کہنے لگا اجی تم بھی عجیب آدمی ہو کہ ایک کونہ میں گھر کے گھسے بیٹھے رہتے ہو۔ باہر نکلا کرو۔ دوست احباب سے ملا کرو۔ چلو آج سیر کر آئیں۔ نپولین چلنے پر راضی ہو گیا۔ لیکن یہ شرط کر لی کہ اُسکے ساتھ سمندر کی سیر کو چلنا پڑیگا چنانچہ یہ دونوں ایک کشتی میں سوار ہو کر چلے۔ نپولین کشتی کے اگلے حصّہ میں بیٹھا اور اپنی جیب سے تلگے کا ایک ہنڈا نکالکر ایک سرا اُسنے کنارے باندہ دیا اور کھاڑی کے عرض کی جوکس پیمائش شروع کی۔ نپولین کے

ساتھی کو اس کام میں کیا لطف آتا - جب کھاڑی کے دوسرے کنارے
پر پہنچے تو نپولین نے بلند ٹیلوں کے اوپر جانیکا ارادہ کیا - ہرچند اُسکے
ساتھی نے نپولین کو روکنے کی کوشش کی لیکن بے سود آخر نپولین
اوپر چڑھ گیا اور ہر مقام کی اچھی طرح جانچ پڑتال کی - اسکے بعد کچھ زیادہ
عرصہ نہ گزرا ہوگا کہ انگریز مورچہ بندیاں کرکے انہی بلند ٹیلوں پر چڑھ
آئے اور نپولین نے اُسی واقفیت سے جو کچھ زمانہ پہلے اپنے ساتھی افسر
کے ساتھ سیر میں حاصل کی تھی بہت فائدہ اُٹھایا -

نپولین کا قول ہے کہ "بدون علم و مذہب کے کوئی سلطنت حکومت نہیں کر سکتی"
نپولین بڑا ہی غور و فکر کرنے والا شخص تھا - بزمانۂ طالب علمی درجہ میں
ایک مرتبہ بہت سخت اور ادق سوال دیا گیا - جسکے حل کرنے کے لئے
نپولین ۷۲ گھنٹہ اپنے کمرہ میں بند رہا اور آخر سوال کو حل کرکے چھوڑا -
اسی طرح کی دماغی اور جسمانی ریاضت تمام عمر نپولین سے ظہور پذیر تی
رہی - نپولین مادرزاد بڑے دماغ کا آدمی تھا - اُسکی تقریر کہ آتش فشاں

کے شعلوں سے کم نہ تھی۔ نپولین کی تقریر منطقی خوش اسلوبی سے
مملو۔ خیالات مردانہ سے مخلوط۔ مختصر۔ پرمغز۔ محیط اور بڑی دلکش
ہوتی تھی۔ اگر انقلاب زمانہ اُسے اسی طرف پھیر دیتا تو بلاشک وشبہ
نپولین علوم ولٹریچر کے میدان میں ایسا ہی مشہور اور نامور ہوتا جیسا
کہ دیوان خاص اور معرکہ کارزار میں ہوا۔

محسن شناسی

نپولین نے جبکہ وہ ایک معمولی افسر تھا اور اسکی تنخواہ اتنی نہ تھی جو تمام
اخراجات کو مکتفی ہوتی کیونکہ اُسکی ماں بیوہ تھی۔ چھوٹے چھوٹے چھ
بہن بھائی بھی نپولین کے تھے۔ ایک موچی سے جوتا بنوایا۔ یہ موچی کوئی اچھا
کاریگر نہ تھا لیکن نپولین کے ساتھ بوٹ کی قیمت میں اچھا برتاؤ کیا اور تھوڑے
داموں میں نپولین کی غربت پر نظر کرتے ہوئے اُسنے جوتا بنا دیا تھا۔
نپولین کا جب دو رقسمت پلٹا اور وہ شہنشاہ ہوا تو اُسنے اپنے

پُرانے محسن موچی کو جسنے سستے دام لیکر نپولین کو اچھا بوٹ تیار کردیا تھا نہ بھلایا۔ اکثر مُنہ چڑھے اور خوشامدی امرا نپولین سے باصرار کہتے کہ کوئی اچھا کاریگر اپنے جوتے بنوانے کیلئے مقرر کیجیے۔ لیکن نپولین نے اپنے محسن اور غریب کاریگر کو علیحدہ نہیں کیا۔ کیونکہ اُسکے جبلی رحم و کرم نے اُسے آگاہ کردیا تھا کہ اس غریب کاریگر کو جو اُسکا محسن ہے اس نسبت سے کہ وہ شہنشاہ کا پاپوش ساز ہے کتنا فخر ہوگا اور اس کو اسقدر منفعت ہوگی جو اسکے ظرف سے بالاتر ہے۔

اسی طرح ایک مرتبہ نپولین کو جبکہ وہ عسرت و تنگدستی میں گرفتار تھا ایک سُنار نے چاندی کی ڈبیا بغیر نقد قیمت وصول کئے بلاکسی ضمانت کے اُدھار دیدی تھی۔ اسبات کو نپولین نے فراموش نہیں کیا۔ اٹلی کی جنگ سے واپس آکر جب نپولین کے عہدے میں ترقی اور تنخواہ میں اضافہ ہوا تو اُسنے اپنے محسن سُنار کو بڑی فیاضی سے اُس کم قیمت ڈبیہ کا معاوضہ دیا۔ اور پھر ہمیشہ اُسی سے کام بنوایا۔ نیز تمام اہالیانِ دربار

اور بڑے بڑے افسروں سے اُس زرگر کی سفارش کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چند دن میں نپولین کا محسن سُنار، تونگر ہوگیا۔

پچیس سال کی عمر میں جبکہ نپولین ملازمت سے علیحدہ کردیا گیا تھا بیکاری میں اُسکی حالت دن بدن ابتر ہونے لگی۔ جو کچھ اندوختہ جمع تھا وہ ختم ہوگیا۔ اس بیکاری اور عسرت اور تنگدستی کے واقعہ کو نپولین خود اس طرح بیان کرتا ہے:۔

"اس زمانہ میں بیکاری سے میرا جی اسقدر اُداس ہوگیا تھا جس سے قوائے دماغی معطل ہوجاتے ہیں اور زندگی وبال جان ہوجاتی ہے یہی حالت تھی کہ اتنے میں میرے پاس ماں کا خط پہنچا جسمیں لکھا تھا کہ اُسکی تنگدستی کا کوئی اندازہ نہیں ہوسکتا۔ میری ماں اُس لڑائی کے سبب جسنے کورسیکا کو اُجاڑ دیا تھا کورسیکا سے بھاگ آئی تھی۔ اور اب مارسیلس میں رہتی تھی۔ کوئی ذریعہ معاش نہ تھا اور سوائے اپنی دلیر نیکوکاری کے اُسکے پاس کچھ نہ تھا جس سے اپنی لڑکیوں کی

آبرو بچاتی۔ چونکہ میرا سرمایہ ختم ہو چکا تھا۔ دیکھتا ہوں تو جیب میں
فقط ایک ڈالر ہے۔ بس حیوانی و نفسانی تحریک طبعی کا تازیانہ ہوا کہ
ایسی مایوسی سے رہائی پانا اور ایسے غیر قابل برداشت غم سے نجات حاصل کرنا
ہی مناسب ہے۔ میں دریا کے کنارے بحالت پریشانی روانہ ہوا۔ اگرچہ جی
میں آتا تھا کہ خودکشی کر لوں مگر یہ بڑی نامردی کی بات تھی تاہم خودکشی
کا ارادہ مجھ پر ایسا غالب ہوا کہ میں اُسے روک نہ سکتا تھا۔ ذرا سی دیر میں
پانی میں کود ہی جاتا اگر میں ایک دفعتہ بد وضع سادہ لباس شخص سے
دوچار نہ ہو جاتا۔ اس نے مجھے پہچان کر بانہیں گلے میں ڈال دیں اور بے ساختہ
بولا۔ اخاہ یار نپولین تم ہو! تمہیں دیکھ کر اس وقت بڑی مسرت ہوئی۔
یہ شخص میرا توپ خانے کے رسالہ کا پرانا دوست تھا۔ اس کا نام ڈیماکس تھا۔
وہ مجھ سے رخصت ہونے کو ہی تھا کہ پھر ٹھہر گیا اور کہنے لگا نپولین
تم مجھے اس وقت دیوانہ معلوم ہوتے ہو کیونکہ مجھ سے مل کر تم کو ذرا
بھی خوشی نہ ہوئی۔ میں نے بلا پس و پیش اپنا سارا حال اُسے کہہ سنایا۔ وہ

بولا بس اتنی سی بات ہے۔ اور ایک پیٹی بٹن کھولکر نکالی۔ مجھے دیکر کہا کو یہ چھ ہزار طلائی ڈالر ہیں اپنی ماں کو بھیجدو۔ آجتک یہ بات میری سمجھ میں نہ آئی کہ یہ رقم مینے کیوں قبول کرلی۔ روپیہ مینے اپنی ماں کو روانہ کردیا۔ جب روپیہ میرے ہاتھ سے نکل گیا تو مجھے خیال آیا کہ یہ مینے کیا کیا۔ میں جلد اُسی مقام پر پہنچا جہاں ڈیماسس کو مینے چھوڑا تھا لیکن وہ نہ ملا۔ کئی روز متواتر میں اُسکی تلاش میں صبح سے شام تک پھرا اور پیرس کی گلیاں چھان ڈالیں مگر اُسکا پتہ نہ چلا۔

جب میں شہنشاہ ہوگیا تب بھی اُسکی جستجو کی لیکن بیکار گئی اور ڈیماسس کا کہیں پتہ نہ لگا۔

لیکن جبکہ میری سلطنت زوال پذیر ہو چلی تھی اسوقت ڈیماسس مجھے ملا۔ مینے اُس سے پوچھا کہ تمنے میری عجیب و غریب حالت کی بابت کیا خیال کیا تھا۔ اور پھر پندرہ برس سے تمہارا نام تک مینے کیوں نہ سُنا؟ اُسنے جواب دیا کہ روپیہ کی مجھے حاجت نہوئی اسلئے مینے اپنا قرضہ

طلب نہ کیا۔ اگرچہ میں خوب جانتا تھا کہ ادائے قرضہ میں آپ کو کوئی دشواری نہ ہوگی۔ علاوہ بریں ایک یہ ڈر لگا ہوا تھا کہ اگر میں آپ کے سامنے آتا تو آپ میری خانہ نشینی کی راحت کو چھوڑا دینگے۔

مینے بہزار دقت و اصرار ساٹھ ہزار ڈالر چھ ہزار کی امداد کے معاوضہ میں اُسے قبول کرنے کو راضی کیا اور زبردستی شاہی باغات کا ڈائرکٹر جنرل بنا دیا اور چھ ہزار ڈالر سالانہ تنخواہ مقرر کردی۔ خطاب دیا اور اُسکے بھائی کو معقول عہدہ دیا۔

رحم دلی

ایک دن نپولین اپنے کسی دوست کے ہاں اپنی گاڑی سے دعوت کھانیکو اُتر رہا تھا کہ ایک عورت نے جسکی گود میں مرا ہوا ایک بچہ تھا اس سے کہا کہ بھوک اور غم نے میری چھاتی میں حیات کے چشمہ کو سکھا دیا۔ اور یہ دیکھئے یہ بالک بھوک کے مارے بلک بلک کر مرگیا

میرا گھر والا ابھی مرگیا۔ اور پانچ بچے گھر پہ بھوک سے بلک کر تڑپ رہے ہیں۔ اگر مجھے کوئی فوراً امداد نہیں مل سکتی تو بس جاتی ہوں اور اُن پانچوں بچوں کو لیکر پانی میں پھاندی پڑتی ہوں نپولین نے اُس سے خوب اچھی طرح سارا حال دریافت کیا اور اُسکے مکان کا پتہ پوچھکر سردست اُسکی ضروریات پوری کرنے کو زر نقد دیکر مکان میں چلا گیا۔ مہمانوں کے ساتھ اس پُر تکلف دعوت میں جا تو بیٹھا لیکن اس نظارۂ رنج و مصیبت نے جو اُسنے ابھی دیکھا تھا بہت گہرا اثر ڈالا تھا کہ وہ اُسے اپنے دل سے محو نہ کرسکتا تھا جوں توں کھانا کھاکر پہلا کام اُسنے یہی کیا کہ اس مصیبت زدہ خاندان کو براہ راست خود اپنے سایۂ حمایت و حفاظت میں لے لیا اور لڑکوں کو اچھا کے ہاں سوزن کاری پر ملازم کرا دیا اور یہ خاندان عمر بھر نپولین کو ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر دعائیں دیتا رہا۔ انہیں باتوں نے تو جو نپولین سے ہمیشہ ظہور میں آتی رہیں فرانس کے باشندوں کے دلوں کو موہ لیا تھا۔

شادی

چھبیس سال کی عمر میں نپولین نے پیرس کی ایک لیڈی سے جو اپنی زیب عالی حسن و جمال اور سلیقہ سے بڑی نامور تھی شادی کی۔ اس لیڈی کی عمر اٹھائیس برس کی تھی اور بیوہ ہوگئی تھی۔ اس لیڈی کا نام جوزیفائن تھا۔ اسکا شوہر ویکونٹ بوہر تھوڑا ہی زمانہ ہوا تھا کہ قتل ہوا تھا اور زمانہ بغاوت کا بڑا نامور مظلوم شکار تھا۔

جب نپولین نے شہنشاہی تاج زیب سر کیا تو کارڈینل فیش نے اُن مراسم مذہب کے موافق جو نپولین نے از سرنو قائم کیا تھا نپولین کی شادی کے رسوم دوبارہ ادا کئے۔

جوزیفائین کے تذکرہ میں نپولین لکھتا ہے:-

""ہم نے باہمی تعلقات میں ہم دونوں ایماندار شہریوں کی طرح یکجا رہتے تھے اور ۱۸۰۵ء تک اکٹھا خواب استراحت کو رات میں اُٹھکر جاتے پھر

وہ زمانہ آگیا کہ معاملات ملکی کی ضروریتوں نے دن کی محنت کے ساتھ راتوں میں بھی محنت کرنے کو مجھے مجبور کردیا۔ یہ قاعدہ کی پابندی اچھی گرہستی کا بڑا ثبوت ہے اور عورت کے عزّت دار ہونے اور مرد کا اُسپر بھروسہ کرنے کی بڑی دلیل ہے اور یہی وہ بات ہے جو طرفین کے خیالات کو شیر و شکر رکھتی ہے اور ملاپ قائم رکھتی ہے۔ اگر یہ نہو تو ایک ذراسی بات ایک دوسرے کو فراموش کرا دینے کیلئے کافی ہے"۔

اس سے بڑھ کر زیادہ نادر نزاکت و احتیاط کے حسن و اظہار کی مثال زوجہ کی طرف سے اور اُسکی پوری قدر دانی شوہر کی طرف سے تاریخ میں کہیں تحریر نہیں۔

نپولین کہتا ہے کہ" بیشک شبہ جوزیفائن بڑی شائستہ اور دلربا و دلفریب عورت تھی۔ وضع لباس کی تو وہ حاکم تھی۔ جملہ سج دھج کا اختراع اُسی سے ہوتا تھا۔ جو کچھ وہ پہنتی بس اُڑ چلتا۔ وہ بڑی نیک مزاج مروت والی اور پسندیدہ خصلت بیوی تھی اور فرانس کی سب عورتوں سے

افضل تھی۔ جبتک جوزیفائن کا اور میرا ساتھ رہا مجھے یاد نہیں کہ
وہ کبھی بدسلوکی کو کام میں لائی ہو۔"
اگر جوزیفائن کے ایک لڑکا ہوجاتا تو میرا اطمینان خاطر ہوجاتا
اور میری اولاد میں سلطنت مستقل ہوجاتی اور فرانسیسی میری لوئی کے
بیٹے سے اتنی محبت نہ کرتے جتنی اس لڑکے سے کرتے اور میں اس پھولوں سا
سے ڈھکے ہوئے خندق پر جو میری تباہی کا باعث ہوا ہرگز قدم نہ رکھتا
آج کے بعد انسانی اخلاط کی عقل پر خبردار کوئی اعتماد نہ کرے
اور جبتک اس زندگی کا خاتمہ نہ ہوجائے اسکے عیش و
مصیبت پر حکم لگانے کی کوئی زنہار جرائت نہ کرے۔"
جب جوزیفائن کو یہ اندیشہ ہوا کہ مجھ سے اسکے کچھ اولاد نہ ہوگی
تو آئندہ کی بابت اسے قدرتی طور سے کھٹکا ہوگیا۔ وہ خوب جانتی تھی
کہ شادی اصلی شادی جب ہی ہے کہ اولاد پیدا ہو۔ اور جسقدر بہاری
اقبالمندی بڑہتی گئی جوزیفائن کا تردد زیادہ ہوتا گیا وہ مجھ سے ازحد

محبت کرتی تھی۔ اگر میں کسی لمبے سفر پر آدھی رات کو بھی گاڑی میں سوار ہونے کو جاتا تو کیا دیکھتا کہ جوزیفائن اُس میں بیٹھی میرا راستہ دیکھ رہی ہے اور اگر میں اُسے اپنے ساتھ چلنے سے باز رکھنے کی ترغیب دیتا تو وہ ایسی معقول اور عمدہ وجوہ پیش کرتی کہ میں ناچار اُسکو ہمراہ لیجاتا۔ غرض جوزیفائن بڑی محبت کرنیوالی اور مبارک بیوی ثابت ہوئی وہ مجھے بہت یاد آتی ہے"

مذہب کا زبردست فلسفہ

فرانس میں نپولین کے چاروں طرف ہر وقت مذہب کا یہ کہکر مضحکہ اُڑایا جاتا تھا کہ یہ تو باطل پرستی اور ضعیف الاعتقادی ہے۔ لیکن مذہب کے متعلق نپولین کا مقولہ تھا کہ "جب اس زندگی کے سمندر میں آدمی کی ناؤ چھوڑی جاتی ہے تو وہ یہ سوال کرتا ہے " میں کون ہوں؟ کہاں سے آیا ہوں؟ کہاں جاؤں گا؟" یہ سوال بھید سے بھرے ہوئے ہیں اور آدمی کو

مذہب کی طرف کھینچتے ہیں۔ ہمارے دل مذہبی عقیدہ اور سہارے کے متمنی رہتے ہیں۔ خدا کے وجود کے ہم قائل ہو جاتے ہیں کیونکہ جس طرف جس چیز کو ہم دیکھتے ہیں وہ زبان حال سے پکار پکار کر خدا کے وجود کا اعلان کرتی ہے۔ اس بات کا بڑے بڑے آدمی اقرار کر چکے ہیں کہ دل کو ایمان کی اسی طرح حاجت ہے جس طرح جسم کو غذا کی۔ اور جب بھی ہم چون و چرا کرتے ہیں ایمان لغزش کھاتا ہے لیکن اندر ہی اندر جب بھی ہمارا دل کہتا ہے کہ شائد میں پھر از خود ایمان لے آؤنگا۔ خدا میری مدد کرے یہ ہم کو محسوس ہوتا ہے کہ حافظ حقیقی پر بھروسہ کرنے میں کسقدر اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ یہ مصیبت میں بڑا بھاری سہارا ہے اور اقدام معصیت کے وقت بڑا زبردست بچاؤ ہے۔ نیکوکار آدمی خدا کے وجود سے کبھی انکار نہیں کرتا اور اگر اُسکی عقل اُسکا احاطہ کرنے کے قابل نہیں ہوتی تو اُسکی روح خود بخود اس عقیدہ کو مان لیتی ہے۔ ہر ایک اندرونی حس روح خیالات مذہب کی ممد ہے۔"

ایک ایسے شخص کے دل میں جسنے جنگ کے شور و فساد و معصیت اور ظلموں کے درمیان تعلیم پائی ہو مذہب کے ایسے خیال پیدا ہونا خداداد بات ہے ۔

فرانس کے اس بہادر درویش کی زبان سے خدا تعالیٰ نے یہ الفاظ اپنے دین کی حمایت میں ایسے ظاہر کئے ہیں کہ تمام یورپ کے دہریے اسکو سنکر دم بخود ہو جائینگے اور ایشیا میں جو لوگ انکے مقلد ہیں انکو بھی اس نیچرل فلسفہ کے سامنے سر جھکانا پڑیگا ۔۔

خدا نے اس بندہ کو اپنے وجود پر کیسا اختیار دیا تھا۔ اسکی نسبت وہ کہتا ہے :۔

" میز کی درازوں کی طرح میرے دماغ میں بھی مختلف معاملات ترتیب دئے ہوئے ہیں اور جب میں چاہتا ہوں کہ ایک سلسلۂ خیالات کو روک دوں تو اسی دراز کو بند کر دیتا ہوں جسمیں وہ مضمون تھا اور دوسری کھولدیتا ہوں جسمیں دوسرا مضمون ہوتا ہے۔ نہ خیالات

ایک دوسرے سے آمیز ہوتے ہیں نہ مجھکو ستاتے ہیں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ دماغ کی مصروفیت نے جو بے اختیار پہلے سے ہو مجھے سونے نہ دیا ہو - اگر آرام کرنے کو میرا جی چاہتا ہے میں سب دراز یں بند کر دیتا ہوں اور سو رہتا ہوں اور جب کبھی آرام کی حاجت ہوئی ہے میں سو گیا ہوں اور ہمیشہ اپنی مرضی کے موافق "

نامور کو اپنی ناموری کی لذت نصیب نہیں ہوتی

کسی شخص نے نپولین سے سینٹ ہلینا میں ایک دن پوچھا کہ " ایسے نام و نمود کی فتوحات جنسے تمام یورپ میں آپ کی دھوم مچگئی تھی - آپ کو بڑی مسرت ہوا کرتی ہوگی " نپولین نے جواب میں کہا :-

" نہیں - ہرگز نہیں - وہ لوگ جو ایسا خیال کرتے ہیں کہ مجھکو مسرت ہوا کرتی ہوگی - میری خطرناک حالت سے قطعی واقف نہیں - آج کی فتح کل ہونیوالی جنگ کی تیاری میں فراموش ہو جاتی تھی - خوف کی صورت

ہر وقت میرے سامنے کھڑی رہتی تھی۔ اور مجھے تو ایک دم بھی آرام نہ ملا۔"

جنگی تجربہ

نپولین نے سینٹ ہلینا میں کہا کہ:۔

"خیموں سے صحت میں فرق آجاتا ہے۔ سپاہی کے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ میدان ہی میں شب باش ہو کیونکہ اس حالت میں وہ الاؤ لگا سکتا ہے اور پاؤں گرم کر کے سو رہتا ہے خیمے تو فقط جنرلوں کے لئے ضروری ہیں کہ وہ پڑھنے اور نقشے دیکھنے کو مجبور ہوتے ہیں۔"

یورپ کی اب تمام قوموں نے نپولین کی مثال کی پیروی میں خیموں کا استعمال قطعی ترک کر دیا ہے۔

نپولین کا قول ہے۔" جنگ وحشیوں کا علم ہے جسکی زیادہ فوج ہوگی اُسی کی نصرت ہے۔"

نپولین کا قول ہے کہ" غارتگری سے حکمت عملی اور اخلاق دونوں

یکساں مغائر ہیں اور اس سے بڑھکر فوج میں پوری بدنظمی پیدا کرنے اور اسکو قطعی ستیاناس کر دینے والی کوئی اور چیز نہیں ہے"!

نپولین کا قول ہے کہ "فطرت کے بھی حقوق ہیں اور اگر اُس کے حقوق سے اُسے دغا دینا چاہو تو ممکن نہیں کہ سزا نہو"!

حاضر جوابی

نپولین سے اُسکی فوج کا ایک سپاہی اپنے پھٹے کپڑے دکھا کے کہنے لگا کہ باوجود ہماری فتوحات کے ذرا ہم لوگوں کی وردیوں کو تو ملاحظہ کیجئے کس نوبت کو پہنچی ہیں"۔ نپولین نے بڑی برجستگی سے جسپر اُسے ہمیشہ قابو تھا سپاہی کو نگاہِ اُلفت سے دیکھ کر بولا:۔

"عزیز من۔ تم بالکل بھول گئے۔ نئے کوٹ سے تمہارے معزز زخموں کے نشان جو چھپ جائینگے"

نپولین کے اس فی البدیہ فقرہ سے تمام لشکر میں نعروں کی صدا بلند

ہوگئی اور نپولین ہر سپاہی کا محبوب بن گیا۔

نپولین کہتا ہے" یہ دل کا دھڑکنا گرجا کے گھنٹہ کی مانند ہے لیکن کیا کریں اس پہاڑی پر تو کوئی گھنٹہ بھی نہیں اور اب مجھے اُسکے سُننے کی عادت نہ رہی لیکن گھنٹہ کی آواز جب کبھی میرے کان میں آئی ہے اُسنے بچپن کے خیالات میرے دل میں جگا دیئے ہیں۔ انجی لس کا گھنٹہ مجھے اُداس لیکن خوشنما یاد کی طرف کھینچ لیجایا کرتا تھا جبکہ میں اُسکی پہلی آواز سینٹ کلاڈ کے سایہ دار درختوں کے نیچے متوجہ خیالات اور تاج شاہی کے بوجھ سے زیربار حالت میں سُنا کرتا تھا اور بسا اوقات میرے لئے یہ گمان کیا جاتا تھا کہ میں کسی مہم جنگ کی تجویز میں غلطاں و پیچاں ہوں یا کسی قانون شاہی کا مطلب سمجھنے میں غرق ہوں درحالیکہ میں خیالاتِ طفلی کی یادگار میں ڈوبا ہوا ہوتا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ "مذہب میری روح کی سلطنت ہے زندگی کی وہ امید ہے۔ حفظ و امن کا لنگر ہے۔ اور بدی سے رہائی ہے"۔"

تقدیر پر شاکر

یورپ علی الخصوص فرانس والے قسمت اور تقدیر کے قائل نہیں ہیں مگر پڑھو کہ نپولین اسکی نسبت کیا رائے دیتا ہے۔

نپولین سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ کیا آپ تقدیر کے قائل ہیں؟ اُسنے جواب دیا "ہاں بیشک میں تقدیر کا اُسیقدر قائل ہوں جسقدر تُرک قائل ہیں اور میں ہمیشہ سے تقدیر کا قائل رہا ہوں جو تقدیر میں لکھا ہے وہی ہوگا۔ اور اس موقعہ پر میں تم کو ایک واقعہ سُناتا ہوں:۔

ٹولون کے محاصرہ میں میںنے ایک افسر کو دیکھا کہ اپنے سپاہیوں کو ہمّت و دلیری کی نظیر دکھانے کے بجائے اسے اپنی حفاظت کا بہت کچھ خیال تھا۔ میںنے کہا کہ حضرت ذرا سامنے آکر اپنی توپوں کا اثر ملاحظہ کیجئے آپ کو یہ تو خبر ہے نہیں کہ وہ ٹھیک لگی ہیں یا نہیں۔ بہزار ناچاری و بدرجہ مجبوری وہ افسر دمدمہ سے باہر آیا جہاں میں کھڑا تھا لیکن پھر بھی

چونکہ وہ اپنا بدن آڑ میں رکھنا چاہتا تھا جُھک گیا اور کچھ اپنا بدن دمدمہ کی آڑ میں کر کے میری بانہہ کے نیچے سے دیکھنے لگا۔ لیکن اُسیوقت نیچا نیچا ایک گولہ آیا اور اُس ڈرپوک افسر کی ریزہ ریزہ کر کے چندیاں بکھیر دیں۔ اگر یہ افسر سیدھا کھڑا ہوتا تو بچ جاتا۔ کیونکہ گولا ہمارے بیچ میں سے ہو کر نکل جاتا اور کسی کو گزند نہ پہنچتا"

نپولین جس محل میں رہتا تھا وہاں نہ کوئی سنتری ہوتا تھا نہ دربان دروازے بجائے مقفل ہونے کے کُھلے پڑے رہتے تھے اور خاص خود اُسکے میز کوئی بندوق ہوتی تھی نہ طپنچہ وغیرہ کوئی ہتھیار۔ اسی وجہ سے اُسکی بیوی نے ایک مرتبہ پوچھا کہ کیا سبب ہے تم میرے باپ کی نسبت اپنی جان کی آدھی احتیاط بھی نہیں کرتے؟ نپولین نے جواب دیا کہ "میں تقدیر کا اسقدر قائل ہوں کہ جتنا ہونا چاہیئے اور اسی لئے میں قتل کئے جانیسے نہیں ڈرتا"

ایک مرتبہ سینٹ ہیلینا میں کسی نے نپولین سے دوائی لینے پر اصرار کیا۔ اُسنے دوا پینے سے انکار کیا اور استقلال کے ساتھ آسمان کی طرف

اشارہ کر کے بولا" جو کچھ لکھ گیا۔ سو لکھ گیا اور ہمارے دن گنے ہوئے ہیں"

نپولین کی زبان سے عربی کا یہ ارشاد ادا ہوا ہے کہ جف القلم بما هو كائن۔ یعنی جو ہونا تھا اسکو لکھ کر قلم خشک ہو گیا اور اب اس میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔

نپولین کو عقیدہ تھا کہ وہ فرزند قضا ہے یعنی ایک قوی تر بازو اسکا معین و رہنما ہے۔ نپولین جان کی کچھ حقیقت نہ سمجھتا تھا اور موت کے خیال سے اُسے ذرا بھی خوف نہ معلوم ہوتا تھا۔

نپولین کا قول ہے کہ "میں تو حادثات کا بندہ ہوں اور بے کھٹکے اُن مقامات پر چلا جاتا ہوں جہاں معاملات مجھے جانے کی ہدایت کرتے ہیں اور موت کے خیال سے مجھے ذرا تردد نہیں ہوتا۔ اور جب آدمی کا وقت آجاتا ہے تو وہ کوچ کر جاتا ہے"

نپولین کا عقیدہ تھا کہ اُسکی تقدیر میں نہایت ارفع و اعلیٰ کارنامے نمایاں لکھے ہوئے ہیں اسلئے محنت کے دنوں اور بے خوابی کی راتوں

میں نہایت ہی دشوار مشقتوں کیلئے کہ اپنے تقدیر کے لکھے کو پورا کرے اُسنے اپنے تئیں وقف کر دیا تھا اور اسی خیال نے نپولین کو ایک فلسفی اور فاتح بادشاہ بنایا -

ہر انسان نپولین کیطرح اپنی قسمت میں بڑے بڑے کام لکھوا کر لاتا ہے مگر وہیں یہ شرط بھی ہوتی ہے کہ اگر یہ شخص سعی اور کوشش کریگا تو اسکو یہ انعام ملینگے ورنہ نہیں - پس جو لوگ کوشش کرتے ہیں تو نوشتہ تقدیر کی موافق ترقی پاتے ہیں اور جو کاہل بنے رہتے ہیں وہ دُنیا سے محروم چلے جاتے ہیں -

نپولین کو یقین تھا کہ وہ بڑا آدمی بننے والا ہے - اسلئے اس نے کوشش کی - تم بھی کوشش کرو اور خدا کے ملک میں نام کر جاؤ -